Urdu

1659/1931

1657 4

1657 — 4 — P

Microfilm

...zadi Ke Tarane

آزادی کے ترانے

1657

(Urdu)

My Amar

IMPERIAL RECORD DEPARTMENT
RECEIVED.
5 - NOV. 1931

NATIONAL ARCHIVES LIBRARY
No 1657
Date 19.1.72
GOVT. OF INDIA

891.43
Am78A

"انقلاب زندہ باد"

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

آزادی کے ترانے

عرف:-

جذباتِ امر

زبردست تازہ پولیٹیکل غزلیات کا مجموعہ

مصنفہ:-

کامریڈ امر امرتسری

مصنف

امر گان وامر کیرتن وغیرہ

پبلشر:-

امر بکڈپو امرتسر

(کتبہ:- حمید الحق کاتب چوک فرید امرتسر)

بار اول — مئی ۱۹۳۱ء — قیمت ۲/-

نذر

مادرِ وطن کے وہ فرزند جنھوں نے بھارت ماتا کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے کے لیے اپنے آپ کو شمعِ حریت پر پروانہ وار نثار کر دیا۔

لیلائے آزادی کے وہ دیوانے جنھوں نے حصولِ آزادی اور سفاءِ وطن کی خاطر ہنستے ہنستے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

جنھیں اس لیے کہ وہ خادمِ ملک تھے اور اُن کا جُرم حُب الوطنی تھا۔ تختۂ دار پر چڑھا دیا گیا

اپنے اس ناچیز تحفہ کو نہایت عقیدت اور احترام کے ساتھ اُن شہیدانِ وطن کی نذر کرتا ہوں

(ناچیز آمر امرتسری)

انقلاب

چاہتا ہے سرلشراب جلد آئے انقلاب
وطن کی بگڑی ہوئی حالت بنائے انقلاب
پھر سے آکر ہند میں قائم کرے امن واماں
ظلم کی ہستی کو دنیا سے مٹائے انقلاب
پنجۂ اغیار سے اپنے وطن کو دے چھڑا
آزاد اہل ہند کو پھر کر دکھائے انقلاب
غربت وافلاس. بیکاری جہان سے دور ہو
راحت وآرام کا پیغام لائے انقا
آزاد ہوں اور خوش نظر آئیں ہمارے نوجوان
ملک سے اپنے غلامی کو بھگا
ہے غلامی کے طوفان میں کشتیٔ ہندوستا
غرق ہونے سے ا
اے آمرش کر جسے گونج اٹھے
نوجوانوں

تم جب تک آزاد نہ ہوگے ۔ ۔

اثر ہوتا ہے

وطن کیواسطے قربان جو بشر ہوتا ہے
اُس کی قربانی کا ضایع نہ اثر ہوتا ہے

نام شہید کا لیتی ہے فخر سے دُنیا
اُس کی مزار پہ خم عوام کا سر ہوتا ہے

اُس کا نام یوں رہتا ہے دہر میں روشن
دیکھ شرمندہ جسے شمس و قمر ہوتا ہے

ک جان ملک پہ جو فدا ہے کرتا
قربان اُس پہ ہر اک دل و جگر ہوتا ہے

خون بوقتِ قتل جو اُس کا
ُس ھی سے آزادی کا شجر ہوتا ہے

کوئی مرتا ہے
تا ہیں وہ تو امر ہوتا ہے

تا ہو کر لقمہ اجل ہونے کے

سردار بھگت سنگھ

قربان ملک پہ ہو گیا سردار بھگت سنگھ
تھا آزادیٔ وطن کا طلبگار بھگت سنگھ

ڈرتا سزائے موت سے وہ کس لئے بھلا
مرنے کو وطن پہ تو تھا تیار بھگت سنگھ

اُس نے مفادِ ہند میں خود کو مٹا دیا
سب سے ہے بڑھ کے کر گیا ایثار بھگت سنگھ

وہ اسیری میں رہا ہر وقت مستوں کی طرح
مئے کیفِ حریت سے تھا سرشار بھگت سنگھ

لٹکا عشقِ وطن میں وہ تختۂ دار پر
رکھتا تھا اپنے ملک سے پیار بھگت سنگھ

حقیقتاً فرشتہ سیرت تھا وہ امر
غلط نہیں جو کہہ دیں تھا اوتار بھگت سنگھ

شہیدانِ وطن کے ایثار و قربانی کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن کی یاد کو اپنے دلوں کے اندر تازہ رکھو۔

تلوار کے

غلام بن کر رہ سکیں گے اب ہم اغیار کے
آزاد ہو جائینگے مال و جان سب کچھ وار کے

عاشق وطن ہیں ہم موت سے ڈرتے نہیں
ڈر دکھاتا کیا ہمیں جلاد ہے تلوار کے

سختیٔ زنداں ہمارے سامنے کیا چیز ہے
موت کا بھی ڈر نہیں ہم ہیں پجاری وار کے

ہم پہ تو جس قدر ڈھاتا جائیگا ظالم ظلم
جذبات بڑھجائینگے اُتنے ہی وطن کے پیار کے

وطن کی خاطر ہمیں ہر ایک سزا منظور ہے
لب پہ لائیں گے کبھی نہ لفظ ہم انکار کے

ٹوکری تشریف کی اب ہند سے لے جائیے
اے آمر مشکور ہونگے ہم بہت سرکار کے

آپکی غفلت آپکی غلامی کی زنجیروں کو زیادہ مضبوط کر رہی ہے۔

کر دکھانے کیلئے

نونہالانِ وطن اے نوجوانانِ وطن
اُٹھ کھڑے ہو جاؤ اب کچھ کر دکھانے کیلئے
جنگِ آزادی میں آؤ کمرِ ہمت باندھکر
وطن کو قیدِ غلامی سے چھڑانے کے لئے
سر ہتھیلی پہ لئے ہر دم رہو تیار تم
مادرِ ہندوستان کا حق چکانے کے لئے
آپکے دل میں ہمیشہ ہو فقط یہی خیال
ہم وطن پہ جان اپنی ہیں گنوانے کے لئے
متحد ہو کر سبھی جی جان سے کوشش کرو
ظلم کی ہستی کو دنیا سے مٹانے کے لئے
زندگی یہ وطن کے گر کام نہ آئی امر
ہے بھلا پھر زندگی کس کام آنے کے لئے

ملک و قوم کی خدمت ہی سب سے بڑی خدمت ہے۔

نثار کرتے ہیں

جو اپنے وطن کو دل اور جان سے پیار کرتے ہیں
وطن پر مال و زر سر جان وہ سب نثار کرتے ہیں

شمع آزادی پہ ہیں مثلِ پروانہ فدا ہوتے
کب اپنی جان دینے سے بھلا انکار کرتے ہیں

سزائے زندان و جرمانہ کو وہ کیا سمجھتے ہیں
خوشی سے منتخب اپنے لئے جو دار کرتے ہیں

جنھوں نے دیدیا ہے لیلائے آزادی کو اپنا دل
مثالِ قیس وہ خود کو ذلیل و خوار کرتے ہیں

جرمِ عشقِ وطن میں گر سزائے دار ملتی ہے
تو وہ پھانسی کے رسہ کو تصور ہار کرتے ہیں

بوقت قتل بھی اُن کا نہ ہرگز دل دھلتا ہے
قتل ہوتے ہوئے مسرت کا وہ اظہار کرتے ہیں

وہ چمنِ وطن میں ہیں دیکھتے گرچہ خزاں آتی
تو اپنا خون دے دیکر ہرا گلزار کرتے ہیں

جلد اپنے وطن کو نعمت آزادی ہو حاصل
خدا سے التجا وہ "بہ" اکثر بار بار کرتے ہیں

آزادیٔ وطن کے لیے کوشش کرنا ہر فرد و بشر کا فرض اولین ہے۔

شرر انگیزیاں اپنی

جو پُر ہے رنج سے غم سے یہ وہ ہے داستاں اپنی
عرش لرزش میں آجاتا ہے سُن آہ و فغاں اپنی

شمار اپنا بھی جب ہونے لگے اقبال مندوں میں
مقدر یہ کہاں اپنا ہے قسمت یہ کہاں اپنی

تجھے ہم آہِ سوزاں سے جلا ڈالیں گے اے گردش
وگرنہ بند کر دے یہ تبسم ریزیاں اپنی

یقین ہے قصرِ بیدادِ عدو ہم پھونک ڈالیں گے
دکھانے پہ جب آئیں گے شرر انگیزیاں اپنی

ہم کیا تھے کیا بنا ڈالا ہمیں ظالم غلامی نے
حقیقت روزِ روشن کی طرح سب ہے عیاں اپنی

اگر ہے ہو چکا صد چاک اپنا دامنِ ہستی
اُڑائیگا بھلا کیا اور کوئی دھجیاں اپنی

حیرانگی ہے کہ ہندوستان کے ۳۲ کروڑ باشندے مٹھی بھر انسانوں کے غلام ہیں۔

کیفیتِ زنداں

اسیرِ قفس ہو کر جس وقت ہم نے چمن کی یاد کی
کیا کیا اُس دم فغاں کی۔ آہ کی۔ فریاد کی

ہمنشیں کیا پوچھتا ہے کیفیتِ زنداں کی تو
ہو نہیں سکتی بیاں وہ سختیاں صیاد کی

حیرت زدہ ہو جاؤ گے چیخ اُٹھو گے ضرور
جب سنو گے داستان میرے دلِ ناشاد کی

قفس ہی کو ہم نے تو مسکن تصور کر لیا
کر لیا وہ ھی جو مرضی تھی ستم ایجاد کی

کیا کہیں اُس ستمگر سنگدل ظالم کو ہم
رنج و الم جس نے دیئے بیداد پر بیداد کی

کانپ اٹھتا ہوں سراپا خوف سے اب بھی آہ
یاد آ جاتی ہے جب دھمکی مجھے شداد کی

ستم ایجاد کرتا ہے

مظلوموں پہ اے ظالم تو کیوں بیداد کرتا ہے
نیا ہی روز اک ہم پہ ستم ایجاد کرتا ہے

سزائے قید دیتا اور ٹھہراتا ہے ہمیں مجرم
ہماری اس طرح سے زندگی برباد کرتا ہے

وطن سے باہر کرتا ہے ۔ ہے دلواتا کبھی پھانسی
کبھی ہم بے کسوں کو حوالۂ جلاد کرتا ہے

ہمیں اپنے وطن کے چمن میں آزاد رہنے دے
قفس میں بند کیوں ہم کو اے صیاد کرتا ہے

ستم گر اُس پہ تو زیادہ ظلم و ستم کرتا ہے
جو تیرے ظلم کی تجھ سے کبھی فریاد کرتا ہے

مگر رکھ یاد تو اے ظلم پیشہ بات یہ دل میں
ظلم ظالم کا ظالم کو آخر برباد کرتا ہے

محکومی کی ذلیل زندگی سے موت بدرجہا بہتر ہے +

دار اور رسن کو

الفت و پیار دل سے کرتے ہیں جو وطن کو
مقتل میں جا رہے ہیں سر باندھ کر کفن کو
تیغ و تبر و گولی کو کیا وہ جانتے ہیں
جھولا جو سمجھ بیٹھے ہیں دار اور رسن کو
تنہائیِ زنداں میں بھی خوش و خرّم ہیں
نزدیک نہیں وہ لاتے رنج و الم محن کو
حاصل ملک کو ہوگی کب نعمت آزادی
دل میں لگائے بیٹھے ہیں وہ اسی لگن کو
جن کے دلوں میں کچھ بھی ہے خواہش آزادی
قربان وہ کر رہے ہیں جان اور مال و دہن کو
ہنس ہنس کے اے آمر وہ خون دے رہے ہیں اپنا
شاداب جن نے کرنا ہے ہند کے چمن کو

آزاد ممالک جسے کالا قلی اور جہالتی کے نام سے پکارتے ہیں۔
وہ کون ہے؟ - غلام ہندوستانی !!

دلگیر ہو جانا

قفس میں عندلیبِ چمن کا اسیر ہو جانا
گرفتارِ بلا ہائے بلا تقصیر ہو جانا

کبھی رونا بھی نہ دل کھول کر صیاد کے ڈر سے
غم کھا کھا کے آخر غم کی ہی تصویر ہو جانا

نظر آنا کہیں تنہائی میں نہ ہم نشینوں کا
مصیبت یاس رنج و غم کا دامنگیر ہو جانا

فقط یہ کام رہتا ہے ہمیں یاد گلستاں میں
کہ جب آنسو بہا لینا تو پھر دلگیر ہو جانا

بھولا ہے نہ بھولے گا کبھی بھی یہ اسیروں کو
تیرا نامہرباں ہم پہ اے چرخِ پیر ہو جانا

آ مر وہ یاد ہیں دن جب خدا تھا مہرباں ہم پر
لگانا خاک کو انگشت تو اکسیر ہو جاتا

نوجوانو! اٹھو! سفینۂ وطن کو طوفانِ غلامی سے نکال کر ساحلِ آزادی پر پہنچا دو۔

دشمن اپنا

تھا انبساط و طرب سے پُر دامن اپنا
جب کہ گل ھی کے مقابل تھا نشمین اپنا

لیک برباد ہی کر ڈالا خزاں نے افسوس
سبز و شاداب تھا جو آہ! کبھی گلشن اپنا

ایک دانہ بھی نہیں چھوڑا گرا کر بجلی
اُف کر ڈالا تباہ چرخ نے خرمن اپنا

عرش سے ہم کو اُٹھا کے! فرش پر پھینکا
نہ جانے ہے بنا فلک کیوں دشمن اپنا

کسے معلوم تھا یہ اور کسے تھی اُمید
کہ کنجِ قفس بنے گا کبھی مسکن اپنا

بے کسی پاس آ کر بن گئے اپنا سایہ
پیچھا چھوڑیں گے نہ یہ پسِ مُردن اپنا

افسوس کہ باوجود سب کچھ کھونے کے بھی ہندوستانی بیدار نہیں ہوتے

جو بھی دکھلاتی ہے دیکھ

رنج و غم غیض و غضب جو جو ستم ڈھاتی ہے دیکھ
جسقدر جی بھر کے اذیت یہ پہنچاتی ہے دیکھ

دُکھ و درد آفات و مصیبت ظلم یاس و محن
ابر استبداد واہ واہ خوب برساتی ہے دیکھ

اے دلِ نادان نہ ہرگز بھی ہو تو نوحہ گر
گردشِ چرخِ ستم گر جو بھی دکھلاتی ہے دیکھ

گرتا ہے اپنے پہ تو کوہِ الم لیل و نہار
ہر گھڑی ہم پر نئی یہ اک بلا لاتی ہے دیکھ

آہ و فغاں۔ نالہ و شیون جب کبھی کرتے ہیں ہم
سنگدل گردش تبھی یہ ہم سے فرماتی ھے دیکھ

اے امر شاداب ہو جاتا ہے جب اپنا چمن
چیخ اُٹھتے ہیں عنادل وہ خزاں آتی ھے دیکھ

اگر صدہا اقسام کی تکالیف و اذیت برداشت کرنا نہیں چاہتے۔
تو ملک کے رہنماؤں کے حکم کی بسر و چشم تعمیل کئے جاؤ۔

ہوش سنبھالو

رہو گے کب تلک سوتے ارے تم خواب غفلت میں
اٹھو اے نوجوانانِ وطن کچھ ہوش سنبھالو

پھنسی ہے ملک کی کشتی یہ طوفانِ غلامی میں
غلامی کے طوفان سے مل کے آؤ اس کو نکالو

زنجیروں میں غلامی کی بندھی ہے مادرِ بھارت
سپوتو! پنجۂ اغیار سے اب اس کو چھڑا لو

تمہارے ملک پہ ہیں کر رہے اغیار حکومت
ہے صد افسوس صد افسوس اے ہندوستان والو

اس جینے سے غلامی کے بدرجہ موت بہتر ہے
اٹھو اس واسطے اب وطن کو آزاد کروا لو

وطن کے واسطے ہر گز نہ ہو پرواہ مرنے کی
اگر مٹنا پڑے اس پہ آکر تو خود کو مٹا لو

غلام ہندوستانی سے

اُٹھ اے غلام ہندی اُٹھ اُٹھ بیدار ہو
اس قدر نیند کی ہے تو نے یہ کیوں پیاری
غفلت میں تُو نے نادان صدیاں گزار دی ہیں
بیدار ہو چکی ہے اُٹھ دیکھ دنیا ساری
سو رہا ہے تُو تُو بے فکر ہو کر ایسا
سُنتا نہیں ہے کچھ بھی بھارت کی آہ وزاری
غلامی کی زنجیروں میں بندھ رہی ہے کیسے
ہندوستان کی دیوی بھارت یہ ماں ہماری
اُٹھ اُٹھ نہ دیر کر اب لے باندھ کمر ہمت
آمر آزاد ہونے کی جلد کر تیاری

یاد رکھو آپس کے جھگڑے تمہیں تباہ و برباد کر دیں گے۔

سیکھ لو

سب کچھ وطن کے واسطے قربان کرنا سیکھ لو
اے نوجوانوں وطن پہ ہنس ہنس کے مرنا سیکھ لو
ملک پہ جان تک دے دو ارے اے قومی دیوانوں
شمعِ حریت پہ جل مرو جانباز پروانوں
ہاں سیکھو مر کے خود اوروں کو مصیبت سے بچانا
غریبوں بیکسوں لاچاروں کے دکھ درد مٹانا
گر گلے ملنا پڑے تمہیں تیغ یا شمشیر سے
یا حکومت باندھنا چاہے تمہیں زنجیر سے
تو یہ کیا گر دار بھی ہو تو کرو منظور تم
بے دھڑک ہو کر چڑھو ہاں مانندِ منصور تم
تم کو کسی بات سے ہرگز بھی نہ انکار ہو
وطن کی خاطر یہ سر تک دینے کو تیار ہو
اے امر بے خوف ہو کر ملک کی خدمت کرو
جیو وطن کے واسطے اور وطن کی خاطر مرو

مر جائیں گے ہم

قیدِ غلامی سے وطن آزاد کروائیں گے ہم
غم نہیں گر شوقِ آزادی میں مر جائینگے ہم

کیا ہوا جو راستہ پُر خطر ہے پُرخار ہے
نا منزلِ مقصود پہ جانے سے گھبرائیں گے ہم

جس قدر بھی چاہو ڈھالو مظلوموں پہ ظلم
اس طرح ہرگز کبھی باز نہ آئیں گے ہم

دھمکیاں دیتے ہو کیا ہم کو قید و بند کی
اپنے وطن کے واسطے اب مر کے دکھلائینگے ہم

جنگِ آزادی میں آئے ہیں کفن سر باندھکر
ان سزاؤں سے تمہاری خوف کیا کھائینگے ہم

اسر سمجھیں گے ملا ہے آج خدمت کا صلہ
جب سزائے دارِ عشقِ وطن میں پائینگے ہم

مزدورو! اور کسان بھائیو!! متحد ہو جاؤ!

شمعِ آزادی کا پروانہ

اے بھگت سنگھ لیلائے آزادی کا دیوانہ تھا تو
اے بھگت سنگھ شمعِ آزادی کا پروانہ تھا تو
تو نے دے دی ہے اپنی جان وطن کے واسطے
مرحبا تو ہو گیا قربان وطن کے واسطے
حبُ الوطنی ہے کیا تو نے دکھایا ہے ہمیں
جان فدا کرنا ملک پہ یہ سکھایا ہے ہمیں
تجھ کو اُلفت تھی وطن سے عشق تھا اور پیار تھا
خدمتِ ملک یہی شیوہ تیرا سر دار تھا
دیش کے واسطے وقف تھی جوانی تیری
ہے سب کے وردِ زبان یہی کہانی تیری
کام وہ تو نے کیا ہندوستان کے اے قمر
زندۂ جاوید جس سے ہو گیا ہے تو امر

آہ! موتی لال

اے شیدائے حریت اے رہبرِ ہندوستان
آج ماتم میں ہیں مرنے سے ترے پیر و جوان
تُو تھا اک اعلیٰ مدبر ہند میں اے موتی لال
ہند تک محدود نہیں۔ یہ مانتا ہے سب جہان
اِس سفینۂ ملک کا ناخدا تو ہی تو تھا
اور تو ہی تھا ہمارا راہنما اور پاسبان
مادرِ بھارت کی وابستہ اُمیدیں تجھ سے تھیں
تھا یقیں کہ مشکلیں اُس کی کرے گا تو آسان
اولاد۔ زر۔ گھر دے دیا۔ دیدی آخر جان بھی
کہاں تک کوئی لکھے نہرو! تیری قربانیاں
آج اہلِ وطن کے دل پہ لگی ہے سخت چوٹ
کس قدر صدمہ ہے ان کو ہو نہیں سکتا بیان
آہ! جسکی تھی ضرورت ابھی ہم کو بہت
اے اجل تُو نے لیا وہ چھین اپنا مہربان
تا حشر روشن رہے گا نام کا بیّنات ہیں
مل گئی تجھ کو آمر ہو کر حیاتِ جاوداں

مشتہرہ: اپنا ملک و ملت کی قربانیوں کا اعتراف کرو

ضائع نہ جائیگا

تحریکِ حریت کو دبایا نہ جائے گا
اس کوہ کو پھونکوں سے ہلایا نہ جائے گا

دے کر کے دار و رسن اور زندان کی دھمکیاں
احرارِ وطن کو یوں ڈرایا نہ جائے گا

ہو کر کے ہی رہیں گے آزاد اہلِ ہند
خونِ شہیدان کبھی ضائع نہ جائے گا

یہ طالبانِ حریت پھولیں گے پھلیں گے
نام و نشان ان کا مٹایا نہ جائے گا

ہے چند روزہ آپ کی یہ آن بان شان
پھر بےکسوں پہ ظلم یوں ڈھایا نہ جائیگا

بیدار ہو چکے ہیں افرادِ وطن اب
ہندوستان غلام بنایا نہ جائے گا

لوٹا ہے خوب تم نے مال و زر ہمارا
گھر اپنا ہم سے اور لٹایا نہ جائے گا

سختی سے تشدد سے اور ظلم و ستم سے
آخر یہ قصرِ شوق گرایا نہ جائے گا

غلاموں کی زندگی کوئی معنے نہیں رکھتی +

شہیدِ اعظم سردار بھگت سنگھ جی کی زبان سے

سردار بھگت سنگھ جی موت کو ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔ مندرجہ ذیل نظم میں اُن کے جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ زیست یعنی زندگی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اگر موت نہ ہو۔

زیست

غلط ہے یہ کہ مٹاتی ہے اجل نشانِ زیست
درحقیقت ہے قضا ھی سے دوبالا شانِ زیست

موت ھی افشاء کیا کرتی ہے اسرارِ حیات
اور قضا ھی ھے جو دیتی ہے بڑھا ارمانِ زیست

ھے قضا ھی سے تو قایم یہ بہارِ زندگی
اور قضا ہی سے مہیا ہیں یہ سب سامانِ زیست

دھر میں چلتی نہ گر پُر سحر نسیم موت
تو وادیٔ پُر خار بن جاتا یہ پھر میدانِ زیست

پاتا ہے آرام آخر موت کے آغوش میں
چند روزہ اے امر بشر ہے مہمانِ زیست

قربانیاں جس قدر کثرت سے ہونگی آزادی اُتنی ھی نزدیک آتی جائیگی

رباعیات

فردوس سے بہتر ہے یہ اپنا چمن مجھے
اکسیر سے عزیز ہے خاکِ وطن مجھے
شوقِ حصولِ حریت میں جان فدا کروں
لگا دے یا الٰہی تو ایسی لگن مجھے

دیکھئے کیا ہے کیا زیرِ آسمان ہونے کو ہے
قیدِ غلامی سے رہا ہندوستان ہونے کو ہے
دورِ خزاں مٹنے کو ہے آنے کو ہے فصلِ بہار
پھر سے اب شاداب اپنا گلستان ہونیکو ہے

ہند کو دستِ عدو سے اب چھڑانا ہے ہمیں
وطن کی بگڑی کو عزیزو بنانا ہے ہمیں
آؤ طوفانِ غلامی سے نکالیں سب اِسے
ساحلِ آزادی پہ کشتی کو پہنچانا ہے ہمیں

خط وکتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں:-

"اے۔ این۔ امر کٹڑہ باگھ سنگھ امرتسر"

دا آہوجہ پرنٹنگ ورکس انارکلی لاہور میں باہتمام منشی رحیم بخش پرنٹر چھپا۔

آشیاں دیکھا کیے

آپ کی غفلت کو سب اہلِ جہاں دیکھا کیے
خورد و کلاں دیکھا کیے پیر و جواں دیکھا کیے

کس طرح خاموش بیٹھے ہیں یہ سب اہلِ چمن
سامنے برباد ہونا گلستاں دیکھا کیے

جوں تک بھی آپ کے رینگی نہیں ہے کان پر
نذرِ آتش ہوتا اپنا آشیاں دیکھا کیے

حیف ہے کچھ بھی نہیں تجویز سوجھی اب تلک
ہند کے خرمن پہ گرتی بجلیاں دیکھا کیے

عدو کے ظلم و تشدد و ستم سے اُڑتی ہوئیں
دامنِ ہندوستان کی دھجیاں دیکھا کیے

اپنی حالت زار پر ہر روز ہی ہم اے امر
اغیار کو کرتے تبسم ریزیاں دیکھا کیے

جلانا سیکھو

نوجوانوں اُٹھو کچھ کر کے دِکھانا سیکھو
خدمتِ وطن میں جان اپنی گنوانا سیکھو
حسد کو بُغض کو کینہ کو مٹانا سیکھو
باہمی اتفاق و محبت کا بڑھانا سیکھو
دل میں رکھتے ہو اگر خواہشِ آزادی اپنے
تو شمعِ وطن پہ پھر خود کو جلانا سیکھو
اپنے پہلو میں اگر دردِ وطن رکھتے ہو
تو ملک و قوم کی بگڑی کو بنانا سیکھو
آپ کو کچھ بھی اگر پاس ہے خودداری کا
تو آؤ خود دار وِلا وطن پہ سر کٹانا سیکھو
مانندِ قمر اگر نام ہے کرنا روشن
تو امر اوروں کے لئے تم مرجانا سیکھو

دُنیا کی بہترین نعمت کیا ہے؟ آزادی!

انقلابِ روزگار

اُٹھو اے فاقہ کشو! اب جلد ہو جاؤ بیدار
دیکھ لو ظلم و ستم ہیں ڈھا رہے سرمایہ دار
آپکی غفلت نے اُن کو ہے کر دیا اعلیٰ وقار
دہر میں جو آپ کو کرتے ہیں ذلیل و خوار
ہے مفلسی نے اسقدر بے بس بنا ڈالا انہیں
پاس کھانے کو نہیں روتے ہیں بچے زار زار
عرش سے تمکو اُٹھا کر فرش پر پھینکا ہے! اُف
سنگدل ہے کس قدر یہ انقلابِ روزگار
عالمِ غربت میں اُن کو دیکھ کر او ستم کش
کیوں تبسم ریز ہے تو گردشِ لیل و نہار
یاد رکھ تجھکو جلا کر خاک کر دیں گے آمر
کرو گر نہ بند ڈھانا ظلم چرخِ ناہنجار

ہندوستان کے باشندوں کی آمدنی صرف پانچ پیسے فی کس روزانہ ہے۔

جلّاد سے

یادِ چمن ہرگز نہ بھولیگی تیری بیداد سے!
یوں اسیرِ قفس بولا سنگدل صیاد سے

راکھ ہو جائیں گے جل کر ہے یقین عرش و زمین
آہ اک نکلیگی جبدم اس دلِ ناشاد سے

جذبۂ اُلفت کبھی دبتا دبانے سے نہیں
تو دباتا ہے عبث جبر و استبداد سے

جو بھی ڈھاتا ہے سِتم تو اور ڈھالے ستمگر
باز آنیکے نہیں ہم نالہ و فریاد سے

اُف! بلا تقصیر کر ڈالا ہے زنداں میں اسیر
سنگدل نے پکڑ کر آہ! خانۂ آباد سے

قتل کر کے ڈال دینا کفن میں خاکِ وطن
فقط اتنی اے آمر ہے التجا جلّاد سے

ملک و قوم سے غداری کرنا گناہِ عظیم ہے۔

آنسو بہانا بند ھے

اے اسیرانِ بلا تمہیں لب ہلانا بند ہے
اپنی حالت زار پہ آنسو بہانا بند ھے
مت کرو نالہ و شیون مُبتلائے رنج تم
داستانِ دردِ دل تک بھی سنانا بند ہے
ہے تمہارے واسطے کھانے کو تو دردِ جگر
اے محکوموں تمہیں کچھ اور کھانا بند ہے
ھے حکومت کی طرف سے آپکے لئے حکم
اپنی حالت آپکو بہتر بنانا بند ہے
ظُلم ہے اُن کی نگاہ میں جذبۂ حُبِّ وطن
وطن کی خاطر تمہیں کچھ کر دکھانا بند ہے
اِس قدر ریم پہ حکومت مہربان ہے اے آمر
عہد میں جس کے شکایت لب پہ لانا بند ہے

ہندوستان میں غربت کی وجہ سے روز کئی ایک جانیں ضایع ہوتی ہیں

دُنیا سے مٹا ئینگے

مُفادِ وطن کی خاطر ہم جان اپنی گنوا ئینگے
خوشی سے جا کے مقتل میں یہ سر اپنا کٹائیں گے
سزائے موت کا وُہ حکم جب ہم کو سنا ئینگے
فخر سے ہم اُسی دم دار پہ چڑھکر دکھا ئینگے
اُٹھا ئینگے کسی پہ ہاتھ نہ ہرگز مقابل میں
وہ گر خنجر اٹھائیں گے تو ہم گردن جھکا ئینگے
ہمارے دل میں وہ موجود آزادی کے جذبے ہیں
دبائے جائینگے نہ یہ عدو گرچہ دبا ئینگے
ہمارا مُدعا دل ہے یہاں امن و امان کرنا
ہم ظلم وستم کی ہستی کو دنیا سے مٹا ئینگے
کرینگے اے آمرِ حاصل اب ہم آزادیٔ کامِل
اِس اپنے ہند کو پھر مانندِ جنت بنا ئینگے

ہندوستان کے آزاد ہو جانے پر دنیا میں امن و امان ہو جائے گا۔

گولیاں کب تک

خُدایا ہند والوں پہ یہ ہونگی سختیاں کب تک
ظلم کی چمن میں آئینگی اپنے آندھیاں کب تک
برسیں گی محبانِ وطن پہ لاٹھیاں کب تک
مظلوموں پہ جائینگی چلائی گولیاں کب تک
ظلم سے ستم سے اغیار کے جبر و تشدد سے
اُڑینگیں دامنِ ہندوستان کی دھجیاں کب تک
ہم پر ستم ڈھانے سے چرخ کب باز آئے گا
گرینگیں خرمنِ ہندوستان پہ بجلیاں کب تک
ہماری دیکھکر حالت دگرگُوں کو عدو اپنا
کریگا بند نہ اپنی تبسم ریزیاں کب تک
گلستانِ وطن کی روز ہوتی دستِ دشمن سے
ہماری آنکھیں دیکھینگیں آمر بربادیاں کبتک

متعصبی لوگ باہمی فسادات کی جڑ ہیں۔

ہندوستان ہمارا

کبھی مانتے تھے لوہا اہلِ جہان ہمارا
احوال جانتے ہیں ارض و سمان ہمارا
گو آج بن گیا ہے یہ مسکنِ ناداری
تھا مال و زر کا مخزن ہندوستان ہمارا
ہر روز ہو رہے ہیں نازل مصائب ہم پر
ہر روز ہو رہا ہے اِک امتحان ہمارا
نہ جانے چرخ تیرے دل میں ہے کیا سمائی
کیوں تو مٹا رہا ہے نام و نشان ہمارا
دیتا نہیں دکھائی ہمیں زمانہ بھر میں
مونس کوئی ہمارا کوئی مہربان ہمارا
او برق رہنے دے کچھ رحم کر تو ہم پہ
آمر جلا رہی ہے کیوں آشیاں ہمارا

Can be had from—

AMAR BOOK DEPOT.

Katra Bagh Singh,

AMRITSAR.

TITLE PRINTED AT THE MEHTA ART PRESS, LAHORE